اَلسُّوَال وَالجَوَاب

فِی

مَسْئَلَۃُ الحِجَاب

مُسمّٰی بہ گریجوایٹ خاتون اور مولانا

دلائل فقہیہ آیات قرآنیہ احادیث صحیحہ و نظریات عقلیہ
کی روشنی میں پردہ کی بحث کی گئی ہے۔

مصنفہ

علامہ ابو الحسنات قادری

خطیب مسجد وزیر خان و صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان لاہور

ناشر ناظم نشریات مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان لاہور

تعداد ۱۰۰۰

اسوم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دلچسپ مکالمہ

گریجوایٹ خاتون۔ مولانا! میں نے آپ کا رسالہ "عورت اور پردہ" پڑھا ہے آپ نے اس میں اس امر پر خاص طور پر زور دیا ہے کہ عورت کی زندگی کو مکانوں کی چار دیواری میں اس طرح قید کیا جائے کہ وہ وہیں گھٹ گھٹ کر مر جائے۔ معاف فرمایئے میں آپ کے اس رویہ کے خلاف ہوں۔ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں تہذیب مغربی دنیا کی تہذیب و ترقی کا سرچشمہ ہے۔ انہوں نے بحر حقائق کی اشیاء اپنی سعی سے معلوم کر کے وہ عجائبات ہمارے سامنے رکھ دیئے جن کا کسی کو وہم و گمان میں بھی تصور نہ تھا۔ کہیں بجلی، کہیں موٹر کار، کہیں سائیکل، کہیں ایرو پلین۔ ریڈیو۔ وائرلیس اور کیا کیا۔ آپ حضرات ہیں کہ اسی تنگ نظری کی تاریکی میں پڑے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ آپ کا احسان یہ تھا تو صرف کہ خواتین کو گھر کا جینا یا ڈربے کی مرغی بنانے میں تمام وقت اپنا صرف کر دیا۔ مولانا! خدا را تشدد چھوڑیئے۔ اور دنیا کی شاہراہ پر آ کر آنکھ کھول کر دیکھئے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ آپ اسلام کے پردہ میں ایک اس صنف لطیف کو جو آپ سے دوش بدوش ہم سبق کر رہی ہے کیوں ذلیل کر رہے ہیں۔ عورت اگر صرف عورت ہے۔ تو مرد صرف مرد ہوگا۔ پھر جہاں عورت کا مفہوم اس کے ظاہر ہونے کا باعث ہے آپ بنتے ہیں تو مرد کے کیا معنی ہوں گے۔ میں نہیں سمجھ سکی کہ عورت مردوں سے کس امر میں کم ہے۔ اگر مرد بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ ایف۔ اے۔ میٹرک کر سکتا ہے تو عورتوں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ مرد سے زیادہ یہ ڈگریاں لے سکتی ہیں اگر مرد ایم۔ ایل۔ اے بن کر اسمبلی میں بل پیش کر سکتا ہے تو عورت بھی اس میں مرد سے کسی طرح کم نہیں ہے

مولانا۔ معاف فرمائیں۔ آپ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھر سے نکلتے وقت یہ فیصلہ کر کے چلی ہیں کہ اپنی کہہ جائیں گی سو کسی کی سنا تو گویا ایک بات بھی

دکھائیں گی۔ اب جب کہ کھل کر آپ نے سب کچھ کہہ لیا ہے۔ تو اسی طرح خاموشی سے سن بھی لیں۔

گریجوایٹ خاتون۔ نہیں معقول چیز اگر آپ پیش کریں گے۔ تو اس سے مانع نہیں بنے گی کوئی عذر نہ ہوگا۔ بیان کیجیے۔ لیکن جو کچھ آپ کہیں واضح ہو۔ ایسی تاویلیں ہرگز نہ لانا ۔

مولانا۔ بیگم صاحبہ! میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ اس زمانہ میں تہذیب مغرب کو ترقی کو سر چڑھایا جا رہا ہے۔ اور ان کی محیر العقل ایجادات نے دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی تو نہیں کہ اس ایجادات و ترقی کے ماتحت ان کا ہر فعل خلاف قدرت کے موافق تسلیم کر لیا جائے۔ اور اہل مشرق ان کی ہر اچھی اور بری تہذیب کو اپنے لئے قابل تقلید سمجھ لیں۔ دنیا میں سو فیصد غلطی بھی کر سکتا ہے چنانچہ مغربی تہذیب نے ایک خلاف قانون فطرت بیڑا اٹھایا ہے۔ اور اسی بنا پر خواتین کو بوجہ مساوات ویسے اور پردہ سے باہر لانے کی سعی کی ہے۔ جیسے کہ ہمارے تعلیم مغربی کے دلدادہ افراد صنف لطیف کو بہتری کی ڈگری دینے والے عقلمند دانشمند مونچھ منڈا کر ان کے ہم شکل زم اساں سے بن گئے۔ اور پردہ اٹھا کر غیر قوموں سے اپنی خواتین کی ملاقات بھی کرانے لگے جیسے کہ دو ملک کے دیکھے انگلینڈ میں تعبیر ہو سکا ہے کہ اگر حق قانونی سازی کیا تو نہیں دلا دیا۔ مگر اس امر پر غور کیا کہ اگر وہ اپنی شراکت اور نگل معاملات کا شغف یا احباب کی خاطر مدارات کی مصروفیت کی وجہ میں حمل یا وضع حمل کی تکالیف کو ناقابل برداشت خیال کر کے یہ قانون پاس کر دیں۔ کہ جب مرد عورت مساوی ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ صرف عورت ہی بچے جنے۔ اور مرد اس مطلب میں الگ تھلگ رہے۔ بلکہ آج سے آئندہ نسل مرد جنیں گے اور مادی عورتیں۔ تو اس قانون کے ماتحت یورپ میں جو خواتین کی مساوات کے حامی ہیں۔ کیا کریں گے؟ انہیں سخت مشکل در پیش ہو گی۔ انکار تو قانون شکنی ہوگا۔ مگر تعمیل علم میں فطرت مانع ہو گی۔ پھر عدم تعمیل حکم کی سزا میں اگر خواتین نے افزائش نسل کا بائیکاٹ کر دیا۔ تو مساوات قطع نسل کا باعث ہو جائے گا۔ پھر غور کیا جائے تو مرد ہر وقت کم از کم ایک بچے کا سوا دو

سکتا ہے جسے عورت نو ماہ کی محنت شاقہ برداشت کرنے کے بعد بمشکل ایک بچہ تیار کر سکتی ہے۔ آپ ہی فرمائیں اس قدر سست مشین کی مساوات تیز انجن کے ساتھ کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ عورت نہ مرد سے مقدم ہے نہ برابر بلکہ پیدائش اور پرورش نسل کے لئے وہ مرد کا ہی ایک جزو و فرع ہے۔ جیسا کہ حضرت حوا علیہا السلام کی تخلیق سے ظاہر ہے۔ تو ثابت ہوا کہ عورت جزو مرد ہے اور جزو کل کا قائم نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عورت اور مرد کو مساوی نہیں مانا ہے۔

وراثت میں عورت کا مرد سے نصف حصہ رکھا گیا ہے اور بعض مواقع میں تو بیچاری عورت کو محروم ہی کر دیا گیا ہے۔ پھر درجہ نبوت عورت کو ہرگز نہیں دیا۔ صرف اور صرف مرد کو ہی اس کا اہل قرار دیا۔ تو ثابت ہوا کہ عورت مرد کے مساوی نہیں۔ گواہی میں ایک مرد کی شہادت کے برابر دو عورتیں رکھی گئیں۔ عورت کے جسم کی ساخت، تناسب اعضاء، نزاکت اور کم ہمتی وغیرہ اس امر کی دلیل ہیں کہ عورتیں مردوں کے دوش بدوش مردانہ وار مساوات میں فطرتاً نہیں آسکتیں۔

علاوہ ازیں عالم اسباب کے قیام کے دو سبب خاص ہیں۔ نسل اور دولت۔ پیدائش بچہ افزائش نسل اور پرورش عورت کے فرائض میں ہے۔ اور کفالت اخراجات مرد کے ذمے۔ قرآن کریم میں پانچویں پارہ رکوع دوم کے اندر ارشاد ہے

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ۔ مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے بعض کو بعض پر۔

وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ۔ اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے۔ تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں اپنے خاوندوں کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں۔ اپنی عفت اور شوہر کے مال وغیرہ کی جس طرح اللہ

کے حفاظت کا حکم دیا ہے۔

پھر عورتوں کی نافرمانی کے پہلوؤں پر سزا تجویز کی۔ اور ارشاد ہوا۔
وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا
اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ۔ نشیب و فراز ظاہر کرو۔ انجام نافرمانی کی طرف توجہ دلاؤ۔ اگر اس سے بھی سیدھی نہ ہوں تو الگ سوؤ۔ اس سے بھی عقل نہ آئے تو انہیں مارو۔ ہلکی مار نہ کہ ضرب شدید۔ پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر کسی اور زیادتی کی راہ نہ چاہو۔
آیت کریمہ مذکورہ بالا سے واضح ہو گیا کہ عورت قرآنی نظریہ میں بھی مرد کی دست نگر ہے۔ مردوں کو اللہ نے ان پر حاکم بنایا ہے۔ اور عورتوں کو فرمانبردار رہنے کا حکم دیا۔ پھر آپ کا یہ اعتراض کہ عورت سراپا عورت اور واجب الستر ہے۔ تو مرد کیا ہے۔ اس کا جواب واضح ہو۔

عورت سراپا عورت اور واجب الستر ہے۔ مرد رَجُل ہے۔ اور رَجُل چلنے پھرنے والے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ مرد ہر جگہ چلنے پھرنے میں مختار ہے۔ مستورات کو مستور رکھنا تو شرعی فرض ہی نہیں بلکہ فطری فرض بھی ہے۔ عورت اور مستورات کے متعلق تو یہ ہے پر وہ تو ہوئیں بھی نسل۔ مذہب اور اصل وارث کی حفاظت نہایت ضروری سمجھی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ تمام دنیا کا متفقہ مروجہ رسم بیاہ سے واضح ہے۔ کوئی قوم اپنی لڑکی یا بہن وغیرہ کو شوہر کے سوا کسی غیر مرد کے قبضہ میں دینا گوارا نہیں کرتی۔ اور اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور سے اولاد حاصل کرنا سخت بے حیائی مانی جاتی ہے۔ نیوگ کا مسئلہ آریوں میں ہے تو ضرور۔ مگر وہ اس کے ظاہر کرنے سے شرماتے اور کتراتے رہتے ہیں۔ شوہر کے سوا کسی غیر سے جو اولاد بھی ہو۔ وہ ہر قوم و مذہب میں حرامی قرار پاتی ہے۔ اس مسلمہ اصول کی حفاظت ہر ملک و قوم میں مختلف طریقوں سے ہوتی ہے۔ دوسری بات ہے کہ طریقہ ناقص ہونے کی وجہ سے حفاظت میں کامیابی ہو یا نہ ہو۔

اس مسئلہ میں صرف اور صرف اسلام کو فخر حاصل ہے۔ کہ اس نے اصول مکمل۔
اس کے پیچھے شیخ خواہ بادشاہ ہوں یا فقیر، حبشی ہوں یا قریشی، طاقتور ہوں یا کمزور
سب برابر ہیں۔ وہ اصول اسلامی یہ ہے۔ کہ عورت مکمل پردہ میں رہے۔ اور اگر
بضرورت گھر سے باہر نکلے۔ تو کم از کم برقع یا چادر سے اپنے آپ کو چھپا کر اپنی
زینت اور بناؤ سنگھار کو چشم اجانب سے پوشیدہ کر کے نکلے۔ اپنی نظر اجانب و
اغیار کی طرف تاک جھانک سے نیچی رکھے۔ چلے تو ایسی چال کہ چھنچھنے زیور کی آواز
بھی غیر مرد سن کر اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اگر غیر مرد سے گفتگو کرنے کی ضرورت
پڑے۔ تو بے لوچ کڑی آواز سے معقول بات کرے۔

اسلام نے پردہ کی حفاظت کے باعث مرد کو عورت کی ضروریات کا ذمہ دار
بنایا ہے۔ اگر مرد مر جائے یا طلاق دے دے تو عورت دوسرا ذمہ دار یعنی شوہر
بر عقد ثانی بنا سکتی ہے۔ اور شوہر سے حسب منشا ایک رقم جسے مہر کہا جاتا ہے
مقرر کر کے یا تو معجل عند الطلب کر سکتی ہے یا مؤجل الی الوفا۔ تاکہ گزر ہو سکتی ہے
تاکہ پردہ کے احکام کی تعمیل میں آسانی رہے۔ اور تا حصول شوہر جب بے پردگی پر
وہ مجبور نہ ہو سکے۔ اور اسی لئے عورت شوہر کے متروکہ میں اپنا حصہ دار ہے۔
حج بھی عورت پر مرد کی طرح محض استطاعت سبیل الطریق پر فرض نہیں بلکہ
ہمراہی کے لئے محرم ہو تو فرض ہے۔ عورت پر نماز بجماعت واجب نہیں ہے
جمعہ بھی عورت پر لازم نہیں۔ بلکہ مسجد میں جمعہ کے روز اندر آنا مکروہ ہے
عورت تازہ ہوا کھانے کے لئے باغ میں جانے سے پردہ کی پابندی کے
ساتھ مجاز ہے۔ عورت جنگل میں کھیتی باڑی کر سکتی اور مویشی پال سکتی ہے۔
محض چند روپیہ فضول اشیاء پر اڑا کر اپنی چیزوں کی حفاظت سے بے پرواہ
یا اخراجات روزینہ فضول بڑھا کر زیر بار ہو کر چند نادیک کو خبر یوں اور دیکھنا
میں بیٹھ کر فضول چیخنا چلانا تاکہ یہ وہ عورت پر ظلم ہے سراسر نقصانی ہے
اگر حقیقتاً دیکھا جائے۔ تو ایسا کہنے والے خود ظالم ہیں۔ جو اپنی عورتوں کو
ایسی جگہ رکھتے ہیں۔ شریعت ہوا دار مکان۔ باغ وغیرہ میں جہاں تازہ ہوا
بھی ہو اور پردہ بھی رہ سکے۔ وہاں رہنے سے منع نہیں کرتی۔ افسوس آج آزاد

اِلال کی بے پاکی اور مغربی تعلیم کے زہریلے اثرات نے اپنا پردہ خود چاک کر دیا۔ ورنہ پردہ تو عورت کے لیے بہترین نعمت تھی کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

کس نمانداست کہ ہمیشہ خفا رہے باشند

تیغ گیرد بکف و تیغ دریدے بکنند

این نشان ہمت مرداں چنیں محدود است

کہ زن از پردہ بیروں آید و کارے بکند

تواریخ کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ بھی اپنی بہو بیٹیوں کو پردہ میں رکھتے تھے۔

آج چند پیسے پاس ہو جانے کے بعد چند مغربی تعلیم کی سطور یاد کر لینے کے بعد ملک۔ ذہنی۔ نظر سے مجبور کرتے کرتے علیمی سیڑھی پہ چڑھ جانے والیاں پکار رہی ہیں کہ پردے سے بیگم صاحبہ کی صحت خراب ہوتی ہے۔ صاحب کی راحت اور قدرتی نظام بگڑتا ہے۔ بے پردہ بیوی کے ساتھ صاحب ایم کلب تمام گھوم کر نہایت مسرت محسوس کرتے ہیں۔ افسوس۔ انقلاب۔ انقلاب۔ انقلاب۔ کل جن اسلامی احکام پر جان و مال۔ عیش و آرام قربان کرنے میں مسلمان کو راحت ملتی تھی۔ آج ان احکام کو مسخ کرنے اور اپنی مرضی کے موافق ان میں تحریف کرنے سے چین آتا ہے۔ کہیں بے وفائی آتشیں تعلیم سے احکام اسلامیہ پر برق گرا رہا ہے اور کہیں ترک وطن بلقان میں بے پردگی کی اعانت نفی ہر کے پکار رہا ہے کہ ہم نے بے پردگی سے ہی اپنی سلطنت بچالی ہے۔

اسلام میں مردوں کی اعانت عورت کے ذریعہ کہیں نہیں ملتی۔ بلکہ صرف چند جوان مردوں نے میدان میں گھس کر دشمن کی ہزاروں کی تعداد کو پسپا کر دیا۔ اور ان کا منہ پھیر دیا۔

حضرت بجا ہے **خاتون**۔ مولانا جو کچھ آپ نے فرمایا اس میں بعض چیزیں ایسی ہیں جو اپیل کرتی ہیں۔ مگر بعض باتیں تو آپ نے ایسی بیان کی ہوں گے۔ جو مجھے ہرگز جچتی نہیں۔

اچھا بات کو طول نہ دیں۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ عقلی دلائل کے متعلق بھی

نقلی دلائل بلا ترمیم اور تاویل کے مجھے بتائیں۔ اور ان سے پردہ ثابت کریں جتنا پردہ قرآن اور حدیث سے ملے گا۔ میں اس پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔

مولانا ۔ جزاک اللہ۔ اب آپ راہ پر آئیں۔ بس آپ کا اور ہمارا معاملہ صاف ہوگیا۔ اب آپ اول آیات قرآنی سن لیں پھر احادیث پیش کرونگا۔

قبل اس کے کہ میں آیات قرآنی پیش کروں۔ مجھے کم از کم آپ اپنی معلومات مطالعہ کے ماتحت اتنا بتا دیں۔ کہ اسلام سے پہلے عورتیں ننگی پھرتی تھیں جب پردہ آیات حجاب آئیں یا منہ چہرہ کھولے ۔ آجکل کی طرح آپ ہی کی گریجوایٹ بیگم صاحبہ کی طرح آزادی ہے۔

گریجوایٹ خاتون ۔ دیکھئے کیسا اکرا و بات کو حیا کر ننگی تو نہیں پھرتی تھیں مگر بے حیائی سے چلتی پھرتی تھیں۔ جیسے عکاظ کے میلے میں۔

مولانا ۔ بیگم صاحبہ حق کہنے میں تامل نہ فرمائیں۔ عکاظ کے میلے میں نوجوان لڑکیاں کیا چہرے پر نقاب ڈال کر نہ آتی تھیں۔ اور بے حیائی ان میں کیا ہوتی تھی

گریجوایٹ خاتون ۔ ہاں خیر وہ چہرہ کھولے ہوئے بھی آتی تھیں اور نقاب اوڑھے ہوئے بھی۔

مولانا ۔ تو ان پر ہی آیات حجاب نازل ہوئیں۔ یا کسی اور جماعت نسواں کے لئے؟

گریجوایٹ خاتون ۔ ہاں انہیں کے لئے نازل ہوئیں لیکن آپ وہ آیتیں تو بتائیں جن سے آپ پردہ پر اتنا تشدد ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

مولانا ۔ بیگم صاحبہ! یہ ناقابل انکار حقیقت ہے۔ کہ نزول قرآن ۲۳ سال میں بتدریج ہوا۔ اس میں حکمت یہی تھی کہ زمانہ جاہلیت کی بری عادتیں رفتہ رفتہ چھوٹ جائیں۔ اور تعمیل حکم ربانی آسانی سے کر سکیں۔ چنانچہ شراب اور جوا جو زمانہ جہالت سے ہر ایک کی گھٹی میں تھا۔ اس کے لئے سب سے پہلے حکم آیا:-

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔

اے محبوب! آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں فرما دیجئے۔ یہ دونوں ایسے کام ہیں۔ ان میں سخت گناہ ہے۔ اگرچہ لوگوں کے لئے ان میں نفع بھی ہے۔ لیکن اس کے نقصانات اس کے منافع سے زیادہ ہیں۔
اس نرم حکم سے لوگوں میں شراب اور جوئے سے نفرت پیدا ہوگئی۔ اور اس کے چھوڑنے کی طرف میلان طبع بڑھا۔ بعد کو پھر حکم ہوا۔
یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی
اے ایمان والو۔ جب نشہ کی حالت میں ہوا کرو۔ تو نماز کے قریب بھی نہ آیا کرو
اس حکم کو سن کر اہل ایمان سمجھے کہ شراب مانع صلوٰۃ ہے۔ اور جو چیز تقرب الی اللہ کی مانع ہو۔ وہ چھوڑنی چاہیئے۔ تو اب بہت سے لوگوں نے چھوڑ دیا۔
پھر حکم ہوا جس میں قطعی حرمت شراب اور حرمت میسر اور بت پرستی کی مذمت آگئی۔ اور اس تدریج سے شراب مسلمانوں سے منع ہوگئی۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ
شراب۔ جوا۔ بت وغیرہ رجس نجس ہیں۔ شیطان کے کام ہیں۔ ان سے بچے رہو اجتناب کرو۔ تو حرمت بھی وہ حرمت آئی۔ جو بول و براز سے بھی شدید تر تھی۔ اس لئے کہ بول و براز اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا جائز ہے۔ برخلاف شراب کے کہ اسے ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھنا بھی حرام ہے۔
اسی طرح اول پردہ کا حکم سورۃ احزاب میں آیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ
یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ
اے ایمان والو۔ نبی کے گھروں میں نہ داخل ہو۔ جب تک تمہیں اجازت نہ ہو جائے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے۔ اور غیر مرد کو کسی گھر میں بے اجازت داخل ہونا جائز نہیں۔
دوسرا حکم :۔ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ
اور جب تم ان سے یعنی ازواج مطہرات سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ اس آیہ کریمہ سے بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ پردہ لازمی ہے ورنہ جب چہرہ وغیرہ چھپانا غیر ضروری ہے۔ تو وراء حجاب کیوں ملتے

جا سکتے تھے۔

مگر بجوایک خاتون مولانا! یہ حکم تو خاص ازواج مطہرات کے لئے ہے۔ آپ سب پر کیسے لگا رہے ہیں؟

مولانا: اصول تفسیر کے مطابق عام ہے۔ ہاں۔ اس لئے کہ اصول آیۂ کریمہ یہی ہے کہ مورد حکم تو خاص ہوتا ہے مگر جب تک اس کا مخصص نہ ہو۔ حکم عام ہی رہے گا۔

تیسرا حکم استثنیٰ کا ملاحظہ ہو:

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِينَ اللَّهَ۔

ان بیبیوں پر گناہ نہیں اس بارے میں کہ وہ ان لوگوں سے پردہ نہ کریں۔ ان کے باپ بیٹے۔ بھائی۔ بھانجے بھتیجے اور مسلمان عورتیں اور زرخرید کنیزیں غیر مسلم اللہ سے ڈرتی رہو۔

اس آیۂ کریمہ میں چچا۔ ماموں کا صراحتہً ذکر نہیں آیا۔ اسلئے کہ وہ والدین ہی کے حکم میں ہیں۔ دوسرے اس آیۂ کریمہ میں یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ غیر مسلم عورت سے بھی پردہ فرض لازم ہے اور پردہ فرض ہے اپنا جسم چھپانا لازم ہے۔ ورنہ وَلَا نِسَائِهِنَّ نہ فرمایا جاتا۔ اس کے معنے صاف ہیں۔ اور یہ پردہ لازم ہے [illegible] ہم مذہب خواتین سے۔ کافرہ عورت چونکہ غیر ہے۔ اسلئے اس سے پردہ لازمی ہے۔

پھر سورۂ نور میں لفظ محکم بتایا۔ اور بتایا کہ پردہ کس سے کیا جائے۔ بچے جوان ہوں تب سے پردہ ہے یا ان میں فرق ہے۔ تو فرمایا:

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ۔

جب تم میں سے نادان لڑکے جوان ہو جائیں۔ تو وہ بھی اجازت مانگیں۔ جیسے ان سے اگلے بڑے مرد اجازت لے کر آتے ہیں۔ اس آیت سے واضح ہو گیا

اور نابالغ بچے سے پردہ نہیں بالغ سے پردہ ضروری ہے

چھٹا مسئلہ: غیر محرم عورتوں کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم ہوا۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ

اے محبوب! مسلمانوں کو حکم فرماؤ کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھا کریں۔ اور جس چیز کا دیکھنا جائز نہیں اس پر نظر نہ ڈالیں۔ مسئلہ: مرد کا بدن بھی زیر ناف سے گھٹنے تک عورت ہے۔ اس کا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ اور عورتوں میں سے غیر محرم اور دوسرے کی باندیوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ حُرَّۃِ اَجْنَبِیَّۃ کا تو تمام بدن دیکھنا ممنوع ہے۔ فقہاء نے تصریح کی اور کہا:

اِنْ اَمِنَ مِنَ الشَّهْوَةِ وَاِنْ لَمْ يَاْمَنْ مِنْهَا فَيُمْنَعُ النَّظَرُ اِلٰى مَا سِوَى الْوَجْهِ وَالْكَفِّ وَالْقَدَمِ۔

اگر شہوت سے امن نہ ہو تو تمام جسم کی طرف نظر حرام۔ اور اگر امن ہو شہوت سے۔ جیسے بوڑھا وغیرہ۔ تو سوائے چہرے کے اور ہاتھ اور قدم کے اور تمام جسم پر نظر منع ہے۔

آخر میں فقہاء کرام نے یہ کہا ہے۔

وَفِيْ زَمَانِنَا فَاِنَّ الزَّمَانَ زَمَانُ الْفَسَادِ فَلَا يَحِلُّ النَّظَرُ اِلَى الْمَرْاَةِ الْاَجْنَبِيَّةِ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ۔

اور کہا ہے جو شہوت سے امن میں ہو آج کل زمانہ فتنہ و فساد ہے۔ لہٰذا آزاد غیر عورت کی طرف نظر کرنا بغیر ضرورت مطلقاً منع ہے۔ مگر ضرورت جیسے قاضی اور گواہ کو چہرہ دیکھنا جائز ہے۔ اور اس شخص کو چہرہ دیکھنا جائز جو کسی عورت سے نکاح کی خواہش رکھتا ہے۔ اگرچہ اس میں بہتر صورت یہی ہے جو آجکل مروج ہے کہ کسی عورت کے ذریعے اس کو دیکھ بھال لیا جائے۔ اسی طرح طبیب موضع مرض کا بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے۔

چوتھا حکم۔ پھر عورتوں کے لیے حکم نافذ ہوا کہ

كَمَا قَالَ تَعَالٰى: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ -

(مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔ اور غیر مردوں کو نہ دیکھا کریں۔ اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔ اور اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہو جائے۔ اور دوپٹہ اپنے گریبان پر ڈالے رہیں۔ اور اپنا سنگار ظاہر نہ ہونے دیں۔

ملا جیون علیہ الرحمۃ استاد عالمگیر بادشاہ تفسیر احمدی میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ حکم بھی نماز کا ہے۔ نہ کہ نظر کا۔ کیونکہ حرہ کا تمام بدن عورت ہے۔ شوہر اور محرم کے سوا کسی غیر کے لئے اس کے کسی حصہ کا دیکھنا بے ضرورت جائز نہیں اور معالجہ وغیرہ کی ضرورت سے قدر ضرورتاً جائز ہے۔

احادیث میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا پردہ پر تشدد ملاحظہ ہو۔ ازواج مطہرات میں سے بعض امہات المومنین سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں تھیں۔ اسی وقت ابن مکتوم آئے۔ حضور نے ازواج کو پردہ کا حکم فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں۔ فرمایا تم تو نابینا نہیں ہو۔ (ترمذی ابوداؤد)

اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ جس طرح مرد کے لئے غیر عورت کا دیکھنا ممنوع ہے۔ اسی طرح عورت کو غیر مرد کا دیکھنا بھی حرام ہے۔

آگے وہ استثنائیات بیان فرمائے۔ جن پر پردہ کا حکم نہیں۔

إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ

مگر اپنا سنگار ظاہر کر سکتی ہیں اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر جیسے کہ دادا اور پردادا پر یا شوہر کے باپ خسر پر کہ وہ بھی بوجہ عقد محرم ہو جاتے ہیں یا اپنے بیٹے پوتے یا شوہروں کے بیٹے جو پہلی بیوی سے ہوں۔ یا اپنے بھائی

بھتیجے یا بھانجے یا اپنی ہم مذہب عورتیں۔ اسلئے کہ غیر مسلم عورتوں سے پردہ کا حکم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح کو لکھا تھا کہ کفار اہل کتاب کی عورتوں کو مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل ہونے سے منع کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلم خواتین کو کافرہ عورت سے اپنا بدن مستور کرنا لازمی ہے۔ آگے فرمایا اور اپنی شرعی کنیز کو آنے بھی پردہ ضروری نہیں۔ اور ان نوکروں سے بھی پردہ ضروری نہیں جو شہوت والے نہ ہوں۔ مثلاً ایسے بوڑھے جنہیں اصلا شہوت باقی نہ رہی ہو۔ اور صالح بھی ہوں۔ ائمہ حنفیہ کے نزدیک نامرد۔ مادرزاد نامرد۔ مخنث اور خصی حرمت نظر میں اجنبی کا حکم رکھتے ہیں۔ اسی طرح فقہانے تصریح کی کہ قبیح الافعال مخنث سے بھی پردہ کیا جائے۔ آگے فرمایا۔

اور ان بچوں سے پردہ ضروری نہیں۔ جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں۔ یعنی نابالغ۔ نادان ۔

اس کے بعد ظاہری زینت کو چھپانے کا حکم فرمایا۔ اور ارشاد ہوا۔

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ

اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار۔ یعنی عورتیں گھر کے اندر چلنے پھرنے میں بھی پاؤں اس قدر آہستہ رکھیں کہ ان کے زیور کی جھنکار نہ سنی جائے۔

اسی لئے شرعی مسئلہ ہے کہ عورتیں باجے دار چھاجھیں نہ پہنیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب کے آخر پارہ میں ارشاد ہے جو خاص ازواج مطہرات کیلئے ہے۔

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۔

اے نبی کی بیبیو۔ جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے (جیسے شوہر کی اطاعت میں کوتاہی۔ شوہر کے ساتھ کج خلقی۔ اس لئے کہ اس سے زیادہ بے حیائی جو بدکاری کی حد تک ہو اس سے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی ازواج کو پاک رکھا ہے) اس پر اوروں سے دوگنا عذاب ہوگا۔ اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

گروہ ہدایت خاتون ۔ آپ نے اس آیت میں فاحشہ کے کئی معنے لفظ
فاحشہ زنا وغیرہ کے معنے میں آتا ہے ۔ آپ نے یہاں ترجمہ محض شوہر کی اطاعت
میں کوتاہی کیسے لیا ؟

مولانا ۔ آپ کا سوال برمحل ہے ۔ اس کا جواب بھی سن لیں۔ عربی کے
محاورے میں یہ قاعدہ ہے کہ جب لفظ فاحشہ معرفہ ہو کر وارد ہو ۔ تو اس سے زنا
اور لواطت مراد ہوتی ہے ۔ اور اگر نکرہ غیر موصوفہ ہو کر لایا جائے ۔ تو اس سے
تمام گناہ مراد ہوتے ہیں ۔ اور جب موصوف ہو کر وارد ہو تو اس سے شوہر کی نافرمانی
اور فساد معاشرت مراد ہوتا ہے ۔ اس آیۂ کریمہ میں فاحشہ نکرہ موصوفہ ہے ۔ اس
لئے یہاں ترجمہ میں شوہر کی اطاعت میں کوتاہی اور کج خلقی کے معنے لئے گئے
ہیں ۔ جیسا حضرت ابن عباس سید المفسرین سے منقول ہے ۔

۱۰ ۔ اسی طرح ازواج کے اجر کی بھی شان واضح کر دی اور فرمایا :۔

وَمَن يَقْنُتْ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا
أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۔

اور اے نبی علیہ السلام کی بیبیو ۔ جو تم میں سے فرمانبردار رہے اللہ اور
رسول کی ۔ اور اچھا کام کرے ۔ ہم اسے اوروں سے دگنا ثواب دیں گے ۔ اور
ہم نے ان کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے ۔ جنت الفردوس میں ۔

۱۱ ۔ پھر آگے چل کر ازواج مطہرات کا رتبہ تمام دنیا کی عورتوں
پر فائق کیا ۔ اور فرمایا ۔

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا
تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا

اے نبی کی بیبیو ۔ تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو ۔ تمہارا درجہ سب سے زیادہ ہے
اور تمہارا اجر سب سے بڑھ کر ۔ دنیا کی عورتیں کوئی تمہاری ہمسر نہیں ۔ اگر
اللہ سے ڈرو ۔ اور پس پردہ بضرورت کسی غیر مرد سے گفتگو کرنی پڑے ۔ تو
قصد کرو کہ لہجہ میں نزاکت نہ آنے پائے ۔ اور بات میں لوچ نہ ہو ۔ بات نہایت
سادگی کے ساتھ کی جائے کہ عفت مآب خواتین کی یہی شایان شان ہے)

تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے۔ ہاں اچھی بات کہو۔ بیگم صاحبہ آپ نے حکم کے یہ تیور ملاحظہ فرمائیے۔ اس میں ان امہات المومنین کو اس طرح گفتگو کا حکم ہے۔ جو سب مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اور ان سے نکاح قطعاً حرام ہے پھر عام مومنات کا اس مقام پر کیا حال ہوگا۔ انہیں غیر مرد سے گفتگو کرنے میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ ہر ذی فہم اس حکم کی حکمت و مصلحت اچھی طرح سمجھ سکتا ہے ؛

۱۲۔ پھر آگے چل کر متعلق حکم خانہ نشینی نازل ہوا۔ اور ارشاد فرمایا کہ :-

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ۔ اور اپنے گھروں میں ٹھیری رہو۔ اور بے پردہ نہ رہو۔ جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ اگلی جاہلیت کی بے پردگی سے مراد قبل اسلام کا زمانہ ہے اس زمانہ میں عورتیں اترا تی ہوئی نکلتی تھیں۔ اپنی زینت اور محاسن کا اظہار کیا کرتی تھیں کہ غیر مرد دیکھیں۔ لباس ایسا پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضا اچھی طرح نہ ڈھک سکیں۔ اور پچھلی جاہلیت سے آخر زمانہ مراد ہے جس میں لوگوں کے افعال پہلوں کے مثل ہو جائیں گے۔ جیسے کہ ایک شخص ایک طین ڈالر سگریٹ لے فروخت ہوگا۔ اور اسے فخریہ ظاہر کیا جائے گا۔ جبرا اگر کا فلم پر کسی اجنبی لڑکی کا بوسہ لے لیا جائے۔ تو دور رو یہ چربات پر جرم عبری کر دیا جاتا ہے۔ تو بوس و کنار کی ناکیٹ میں ریٹ شائع ہو گیا۔ والعیاذ باللہ علامہ ڈاکٹر اقبال رح مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔ ~

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مرد ہوشمند
غیرت نہ تجھ میں ہوگی نہ زن اوٹ چاہے گی
آتا ہے اب وہ دور کہ اولاد کے عوض
کونسل کی ممبری کے لئے ووٹ چاہے گی

اور قرآن کریم نے تو صحابہ کرام کو بھی ازواج مطہرات سے کسی چیز کے طلب کرتے وقت حجاب اور پردہ کی تاکید فرمائی ہے۔ جیسا کہ ہم آیۂ مبارکہ نمبر ۱۰ میں نقل کر چکے ہیں۔ مگر ہمارے بعض سرکاری مولاناؤں پہ اللہ رحم کرے کہ انہوں نے زمانہ

کی رفتار کے ساتھ اپنی روش کو بدل لیا۔ ایسے ہی ملاؤں کے لئے اقبال نے لکھا ہے

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے اُن سے بدظن ہو گئے
وعظ میں فرما دیا تھا کل آپ نے یہ صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہو گئے

مندرجہ بالا روایات کا خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ عورت مرد خواہشات نفسانیت اپنی حفاظت کرے۔ اور ہر طرح شبہات سے اجتناب کرے +

جب مسلمان عورتیں اور مرد ان احکام کی خوگر ہو گئیں۔ اور مذکورہ احکام کا تحمل آ گیا۔ تو پھر حکم نافذ ہوا۔ سورۃ احزاب رکوع ۸

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ۔ اے نبی۔ اپنی بیبیوں۔ صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو فرما دیجئے۔ کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں (اور منہ چہرے کو چھپائیں۔ جب کسی حاجت کے لئے ان کو تکلیف ہو) یہ اس سے نزدیک تر ہے۔ کہ ان کی پہچان ہو کہ یہ حرہ ہیں آزاد ہیں) تو ستائی نہ جائیں +

منافقین کی عادت تھی کہ وہ باندیوں کو چھیڑا کرتے تھے اسلئے حرہ عورتوں کو حکم ہے کہ وہ چادر سے جسم ڈھانک کر سر اور منہ چھپا کر باندیوں سے اپنی وضع ممتاز کریں۔ یہ تو عہد رسالت کا معاملہ تھا۔ آج کل تو اس سے بڑھ کر ہے ہم نہ معلوم کتنے مسلمان نما منافق دوشیزہ خواتین کی تاک جھانک میں رہتے ہیں۔ اور کس طرح سے ناشائستہ آوازے کستے ہیں۔ اللہ رحم فرمائے +

بیگم صاحبہ! میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا قرآن کریم پر ایمان ضرور ہے۔ پھر آپ خود غور فرمائیں۔ کہ آیات مبارکہ میں لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ فرما کر مخفی زیور کی آواز تک کو چھپانے کا جہاں حکم ہے۔ وہاں غیر مردوں سے باتیں کرنا۔ ملنا جلنا۔ کالج میں لڑکوں کے پیچھے جا کر پڑھنا کس اسلام نے روا رکھا ہے؟

یہ تقلید یورپ کی کورانہ پیروی اور ان کی تہذیب کا اثر ہے کہ آج اپنے

مطلب سمجھنے کے لئے آیات قرآنیہ کو پیش نظر رکھ کر ان کے معنے میں یہود و نصاریٰ کی طرح تحریف کرنا کب جائز ہے۔ الا ما ظہر منہا کا ترجمہ بے تفسیر چھوڑ کر نقل کر لیں۔ جیسا کہ آپ نے اوّل فرمایا تھا۔ کہ ایسے تمام مجھے منظور نہیں۔ تو یہاں بھی نقل صحیح قبول کر لیں۔ اور ایسے تمام ان کو ترک کر دیجئے۔ الا ما ظہر منہا الا مجبوراً حتیٰ۔ خلیفہ کی ضرورت ہے۔ منہا آپس تو رشتہ سے اور گڑا ہے کہ پیچھے سے نہ پڑتا ہے۔ وہ کسی طرح پر قبضہ نہ دیجئے ممکن نہیں ہو سکتا۔ خطا تا۔ قامت۔ جسم و جہاں قیمت اور چال ڈھال وغیرہ

علامہ اقبال رحمہ مرحوم کا بھی سنگے رنگ دستان دیکھ کر یہ بالخصوص ان کے گر خود اعلانیہ میں فتنہ تھے۔ اور ان کا سفر کی۔ مگر جب کہنے لگے ہیں کہ

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

پھر جب انگریزی نے جدید خیالات خواتین کو اپنے یورپی سانچے میں ڈھالنے کی ٹھان لی۔ اور رفتہ رفتہ ان کے ایمان و حیا پر ڈاکہ ڈالنا چاہا۔ تو انگریزی کے ذریعہ تعلیم نسواں کا ڈھونگ رچایا۔ اور جب دیکھا کہ نقطۂ تعلیم انگریزی تو ان کی حیا کو تہذیب یورپ کے پانی میں ڈبو دیا گیا۔ تو دوسرا پینترا بدلا۔ اور کہا۔ جہاں آنچل میں منہ چھپاتے تھیں۔ عورتیں جا سکتی ہیں۔ وہاں مرد جا سکتی ہیں۔ عہدے لے سکتی ہیں۔ کیا پھر کیا تھا۔ یہ بھی تیر بہدف چل گئیں۔ جس وقت نے انہیں مجبوراً سلامی سے نکال دیا۔ کہ علامہ اقبال جو بہت دور اندیش تھے۔ اور بہتری فطرت ہیں معلوم فرما کر تعلیمی میں نتیجے کا عیاں ہے۔ تو تہذیب جدید کا بہترین تماشا ... کرنا پڑا۔ اور وہ پکار کر کہہ گئے۔ جو کہ دشمن آج ہو رہے ہیں

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے
الیکشن ممبری کونسل صدارت بنائے خوب آزادی نے پھندے

مگر جو آپ نے قانون مذہب کے دلائل اور علامہ اقبال مرحوم کے خیالات سن کر مجھے کو یہ یقین ہوتا ہے کہ شرعاً پردہ ہے۔ اور جیسا کہ ... چھپانا کا ذکر ضروری ہے۔ لیکن مزید اطمینان کے لئے کچھ ترجمہ حدیثوں کا بھی سنا

دیجئے۔ اصل حدیث کا بیان چھوڑ کر۔ نہیں ضلالت ہوگی ۔
مولانا۔ بہت اچھا اصل حدیث تو فی الواقع آپ سمجھ بھی نہیں سکیں۔
لیجئے ترجمہ ہی پیش کرتا ہوں ۔

(۱) ابوداؤد کتاب الجہاد میں حضرت قیس راوی ہیں کہ بارگاہ رسالت میں ایک نقاب پوش خاتون ام خلاد اپنے شہید بیٹے کا حال دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوئی تو ایک صحابی نے اس مصیبت کے موقع پر بھی ان کے نقاب پر اظہار حیرت کیا۔ تو خاتون نے جواب دیا۔ میں اپنا فرزند کھو چکی ہوں۔ لیکن بحمد اللہ شرم و حیا میرے ہاتھ میں ہے پھر حضرت صلعم نے اس خاتون کو فرمایا کہ تمہارے فرزند کو دو شہیدوں کا ثواب ملے گا ۔

(۲) مسلم شریف میں حضرت ابو سعید خدری رض فرماتے ہیں کہ غزوہ خندق سے ایک صحابی اپنے مکان پر پہنچے۔ تو اپنی بیوی کو بے حجاب گھر کے باہر دروازہ پر دیکھا۔ آپ نے غیرت سے نیزہ مارنے کا قصد فرمایا۔ تو بیوی نے عرض کیا کہ گھر کے اندر بستر پر سانپ ہے اس کے خوف سے میں سراسیمہ ہوگئی۔ پھر آپ نے عفو فرمایا!

(۳) صحاح ستہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پردہ ثابت ہے۔ ابوداؤد باب فی الخضاب للنساء میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے حضور کی خدمت میں ایک خط پیش کیا۔ تو حضور نے فرمایا یہ مرد کا ہاتھ ہے یا زنانہ۔ عورت نے عرض کی زنانہ۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے ہاتھ میں مہندی کیوں نہیں لگائی!

(۴) بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رض کے والد کی ایک خادمہ لونڈی تھی۔ اس سے عتبہ نامی ایک شخص نے زنا کیا۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ ایک موقعہ پر عتبہ کے بھائی سعد اور حضرت سودہ کے بھائی عبد کے درمیان اس لڑکے کے متعلق تنازعہ ہوا۔ حضور نے فیصلہ دیا کہ بچہ صاحب فراش کا ہے۔ اور زانی یعنی الزام لگانے والے کو پتھر ہیں۔ لیکن باوجود اس کے محض شبہ کی بنا پر حضور نے اس لڑکے سے جو کہ حسب قاعدہ حضرت سودہ کا بھائی ہوتا تھا پردہ کا حکم فرمایا۔ اور وہ پھر تمام عمر حضرت ام المؤمنین کے سامنے نہ آیا۔

(۵) بخاری شریف میں حضرت عروۃ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ام المومنین حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ حکم حجاب نازل ہونے کے بعد آپ کے رضاعی چچا افلح نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور سے دریافت کیا۔ حضور نے فرمایا کہ افلح تمہارے رضاعی چچا ہیں۔ انہیں آنے دو۔

(۶) حدیث افک میں بخاری نے روایت کی کہ جب سفر میں حضرت صدیقہ کا ہار گم ہو گیا۔ اور آپ اس کی تلاش میں رہ گئیں۔ اور قافلے کے کوچ کا وقت آ گیا۔ کہاروں نے آپ کا ہودج اونٹ پر کس دیا اور یہ اطمینان کر لیا کہ حضرت صدیقہ موجود ہیں تشریف لے آئی ہوں گی۔ قافلہ چل دیا۔ آپ ہار تلاش فرما کر اپنی جگہ پر آئیں۔ تو قافلہ جا چکا تھا۔ آپ اس ہودج کی جگہ پر بیٹھ گئیں۔ حضرت صفوان ابن معطل کی ڈیوٹی تھی کہ وہ پیچھے پیچھے آئیں تاکہ اگر قافلہ کی کوئی چیز گر جائے اٹھا لیں۔ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں غفلت میں سو رہی تھی جب صفوان آئے۔ مجھے دیکھا تو میں نے فوراً چہرہ چھپا لیا۔ بخاری میں ام المومنین سے جو الفاظ نقل ہیں ان کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔ (میں نے چادر سے اپنا چہرہ چھپا لیا)

مخطوبہ خاتون :- اسلام میں شادی سے پہلے چہرہ دیکھنا جائز ہے۔ اور قرآن کریم میں یدنین علیہن من جلابیبہن آیا ہے۔ اس کا لفظی ترجمہ ارشاد فرمائیے۔

مسئلہ:- تفسیر در منثور میں ہے کہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبیدہ سے اس آیت کا ترجمہ پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اس طرح۔ یعنی آپ نے اپنا سر اور پیشانی ڈھانپ لیا۔ جس سے چہرہ چھپ گیا۔ اور ایک طرف سے صرف ایک آنکھ کھولی۔ رئیس المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت کی تفسیر میں ارشاد فرمایا۔ حق تعالیٰ نے مومنات کو حکم دیا ہے جب وہ کسی کام کے لئے اپنے گھر سے باہر نکلیں۔ تو چہرہ کو سر کے اوپر کی جانب سے چادر لٹکا کر چھپا لیں۔ لفظی ترجمہ یہی بن سکتا ہے۔ یعنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے یہی ترجمہ فرمایا۔ صدر الافاضل مولانا مراد آبادی قدس سرہ کی تفسیر میں یہی لکھا ہے کہ سر اور چہرے کو چھپائیں جب کسی حاجت

کے لئے ان کو نکلنا پڑے ۔

(۸) اور جس سے شادی کرلی ہے۔ اس کا چہرہ دیکھنا جب خصوصیت سے جائز ہے تو اسے پردہ در طبقہ عام طور پر جوان کے لئے کیوں شیر کرتا ہے۔ بلکہ اس سے تو پردہ کی وجہ کا پہلو نکلتا ہے ۔ سمجھئے کہ جب چہرہ کا پردہ ہی نہیں تو جس سے شادی ہے۔ اس کا چہرہ دیکھنا مخصوص طور پر کیوں جائز رکھا گیا۔ اسی طرح قاضی اور شاہد کو چہرہ دیکھنے کی مخصوص اجازت کیسے ؟ جب عام طور پر سب چہرہ کھولے کالج جاتی ہیں سینما دیکھتی ہیں گلگشت کر رہی ہیں ۔ اور انار کلی میں گھوم رہی ہیں ۔ اکبر الہ آبادی خوب کہہ گئے ہیں

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں — اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا — ہنس کر وہ بولیں عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

تحریک نسواں کی خاتون : حضرت اسماء حضور کی سالی تھیں۔ انہیں حضور نے عورتوں کا باریک لباس پہننے سے منع فرمایا۔ اور کہا کہ منہ ہاتھ کے سوا تمام جسم مستور رکھنا چاہئے ۔

مولانا حکیم صاحب ۔ لکھتے ہیں ایک حدیث ہے جو ہمارے گروہ اہلحدیث بزرگ آگے لایا کرتے ہیں ۔ لیکن اول تو یہ حدیث ہی پردہ سے پہلے کی ہے ۔ دوسرے ستر اور حجاب میں تمیز حاصل کرلی ضروری ہے ۔ ستر تو تمام جسم کو ہے ۔ مگر حجاب بالخصوص چہرے کا ہوتا ہے ۔

(۹) مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت ستر ہے۔ یعنی پوشیدہ رکھنے کے قابل ہے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے ۔

(۱۰) ترمذی ابوداؤد میں ام المومنین حضرت میمونہ کی موجودگی میں حضرت ابن ام مکتوم (نابینا) تشریف لائے ۔ تو حضور نے فرمایا ۔ پردہ کرو۔ حضرت سلمہ نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں ۔ حضور نے فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو ؟

(۱۱) مشکوٰۃ میں ہے ۔ حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا غیر محرم عورتوں کے پاس آمد و رفت رکھنے سے بچا کرو ۔ ایک شخص نے عرض کی

حضور ﷺ دیور کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا وہ تو موت ہیں یعنی ان سے پردہ
ایسا ہو جیسے موت سے آدمی چھپتا ہے ۔

اب پچھلے احکام حجاب کے قرآنی خلاصہ کو ذہن نشین کر لیں۔

(۱) غیر مرد سے گفتگو کرنی پڑے تو معقول اور سخت آواز سے کی جائے ۔
(۲) گھروں میں عورتیں ٹھہری رہیں۔ زمانہ جاہلیت کی طرح باہر بے پردہ نظر نہ آئیں ۔
(۳) اگر عورتیں خرید و فروخت یا لین دین کریں تو بھی پردہ کریں ۔
(۴) مستثنٰے لوگوں کے سوا سب سے پردہ لازمی ہے ۔
(۵) ہر مسلمان عورت اپنے چہرے پر نقاب رکھے ۔
(۶) مرد اور عورتیں نگاہیں نیچی رکھیں اور ایک دوسرے کو نہ گھوریں ۔
(۷) عورتیں سوائے اپنے خاوند کے اور کسی کے آگے بے حجاب نہ ہوں ۔
(۸) ہاتھ چہرہ با مستثنٰے خاص رشتہ داران مذکورہ کے کسی کے آگے نہ کھولیں ۔
(۹) گھر میں بھی زیور کے ساتھ پیر اتنے زور سے نہ ماریں کہ مخفی زیور سے ظاہر ہو کہ عورت چل رہی ہے ۔
(۱۰) بوڑھی عورتیں اگر بے نقاب ہوں تو مضائقہ نہیں ہے ۔
(۱۱) نابالغ بچوں سے حجاب ضروری نہیں ہے ۔
(۱۲) بضرورت صرف قاضی، گواہ اور رشتہ کرنے والا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔

خلاصہ احکام حدیث

(۱) مصیبت کے وقت بھی برقعہ لازمی ہے ۔ الّا بصورت اضطرار ۔
(۲) امہات المومنین اور عام صحابیات سب پردہ نشین ہوا کرتی تھیں ۔
(۳) ذرا سی بے حجابی پر ایک صحابی اپنی بیوی کو نیزہ مارنے پر آمادہ ہو گئے ۔
(۴) نامحرم سے پردہ لازمی ہے ۔
(۵) منہ بولے رشتے محض لغو ہیں ان سے پردہ ضروری ہے ۔
(۶) نامحرم کو دیکھ کر ام المومنین نے چہرہ چھپا لیا ۔
(۷) راستہ معلوم کرنے کے لئے ایک آنکھ کھلی رکھنا جائز ہے ۔

(۸) اگر مرد نابینا ہو تو اس سے بھی پردہ ضروری ہے۔

(۹) عورت سراپا عورت ہے اس کا مستور رہنا لازمی ہے۔

(۱۰) رضاعی رشتہ حقیقی رشتہ کے برابر ہے۔

(۱۱) ضعیف العمر شخص خالی سے اگر وہ گھر کا خادم ہے تو پردہ ضروری نہیں۔

(۱۲) عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں چلتا ہے۔

گریجوایٹ خاتون: ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے ایک مضمون احسان اخبار کے قرآن نمبر میں لکھا ہے۔ وہ بھی آپ نے دیکھا ہے؟

مولانا: جی ہاں دیکھا ہے۔ اور برق صاحب نے جو برق خاطف پردہ پر گرائی ہے وہ بھی میری نظر میں ہے۔ میں اس کا جواب دینا چاہتا تھا۔ مگر وزیرآباد کے قاضی مجتبیٰ نگلی صاحب قریشی بی۔اے ایل ایل۔بی وکیل نے نہایت مدلل اور مسکت جواب احسان کی دو قسطوں میں شائع کرا دیا ہے۔ وہ دیکھ کر میرا ارادہ ملتوی ہو گیا۔ واسطے کہ برق صاحب کی برق باری کا رد انہوں نے خوب کر دیا ہے۔

گریجوایٹ خاتون: وہ میں بھی دیکھنا چاہتی ہوں۔

مولانا: ملاحظہ ہو، وہ مضمون یہ ہے:-

قرآن اور پردہ

(از قاضی مجتبیٰ نگلی صاحب بی۔اے ایل ایل بی وکیل وزیرآباد)

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست
سوئے قطار می کشم ناقہ بے زمام را

احسان کے قرآن نمبر میں ایک مضمون ڈاکٹر غلام جیلانی ایم۔اے پی ایچ۔ڈی کا بعنوان عورت کا صحیح مقام قرآنی روشنی میں میری نظر سے گذرا۔ انہوں نے آیات نامکمل درج کر کے اور ترجمہ کھینچ تان کر ترجمہ توڑ مروڑ کے اور پردہ دور کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور نہایت ڈھٹائی اور حسب دہری سے کام لیتے ہوئے عورت کو ناقہ بے زمام کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہے۔ فرصت امروز میں بندہ برق صاحب کی نامکمل آیات کا مکمل ترجمہ درج کرتا ہے تاکہ برق صاحب تعصب کی عینک اتار کر

قرآن پاک کے احکام کا مطالعہ کریں۔ اور عورتوں کو بے حجابی کی تعلیم دینے سے باز رہیں
ابتداء ہی میں بندہ قرآن پاک کی آیات کا ترجمہ مکمل اور مفصل درج کرتا ہے۔
اس کے بعد برق صاحب کے دلائل دیئے ہیں تو قرآن پاک کی تعلیم کی کسوٹی پر پرکھ لیں۔ کہ قرآن پاک کے کیا احکام ہیں اور برق صاحب کیا فرماتے ہیں۔

(۱) سورہ نور پارہ ۱۸۔ آیت ۳۰۔

اے رسول! ایماندار عورتوں سے کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنے بناؤ سنگھار کے مقامات کو کسی طرح ظاہر ہونے نہ دیں مگر جو خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے (چھپ نہ سکتا ہو) اور اپنی اوڑھنیوں کو (گھونگھٹ مار کر) اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔ اور اپنے شوہروں یا اپنے باپ دادا یا شوہر کے باپ دادا یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنی قسم کی عورتوں یا اپنی لونڈیوں یا اپنے گھر کے نوکر چاکر جو مرد صورت ہیں۔ مگر بہت بوڑھے ہونے کی وجہ سے عورتوں سے کچھ مطلب نہیں رکھتے۔ یا وہ کمسن لڑکے جو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے آگاہ نہیں ان کے سوا اپنا بناؤ سنگھار ظاہر ہونے دیا کریں۔ اور چلنے میں اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ رکھیں کہ لوگوں کو ان کے پوشیدہ بناؤ سنگھار کی خبر ہو جائے۔

(۲) سورہ نور پارہ ۱۸۔ آیت ۵۹، ۶۰

اے ایماندارو جب تمہارے لڑکے حد بلوغ کو پہنچیں۔ تو جس طرح ان کے قبل والے گھر میں آنے کی اجازت لے لیا کرتے تھے اسی طرح یہ لوگ بھی اجازت لے لیا کریں یوں خدا اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے۔ اور خدا تو بڑا واقف کار حکیم ہے اور بوڑھی بوڑھی عورتیں جو بڑھاپے کی وجہ سے نکاح کی خواہش نہیں رکھتیں وہ اگر دوپٹہ اتار کر سر کھلا کر لیں۔ ان پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ ان کو اپنا بناؤ سنگھار دکھانا مقصود نہ ہو۔ اور اس سے بھی بچیں تو ان کے لئے اور بہتر ہے۔ اور اللہ سب کچھ جانتا اور سنتا ہے۔

(۳) سورہ احزاب پارہ ۲۲۔ آیت ۵۵

عورتوں پر نہ اپنے باپ دادوں کے سامنے ہونے میں کچھ گناہ ہے نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں نہ اپنے بھتیجوں اور بھانجوں کے اور نہ اپنی قسم کی عورتوں نہ اپنی لونڈیوں کے سامنے ہونے میں کچھ گناہ ہے۔

(۳۴) سورہ احزاب پارہ ۲۲ - آیت ۵۹

اے رسول! اپنی بیبیوں، اپنی لڑکیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہدو کہ وہ باہر نکلتے
وقت اپنے چہروں اور گردنوں پر چادروں کا گھونگھٹ لٹکا لیا کریں - یہ ان کی شرافت کی پہچان
کے لئے بہت مناسب ہے - تو انہیں کوئی چھیڑے گا نہیں ۔

اس آیت کا یہ منشا لکھنے سے برق صاحب کی دنیا تو میں شاید ان کا آدھا دعویٰ گر جاتا
ہے - اور اسکا تمام فلسفہ ملیامیٹ ہو جاتا ہے - قرآن پاک کا تو منشا ہے کہ وہ یہ چیز کہ یہاں تک ہے
چنانچہ مندرجہ بالا سطور پڑھ لیجئے - عورتوں کو کن کن سے سامنے آنا چاہیئے کن سے نہیں۔ یعنی
حجاب و ستر کا - اور زینت کے مقامات کو ننگا جو نہ ہونے دینا چاہیئے - محرم اور نامحرم کے سامنے کتنی
کیا فرق ہے - اگر ہوا ہے کہ اپنے آئینے میں کیا دیکھا ہے باہر نکلتے وقت کیا احتیاط کرنی چاہیئے گفتگو
کرتے وقت محرموں کے سامنے کیا نظر رکھنی چاہیئے گھونگھٹ وغیرہ پہننے کا۔ اس سب کے بعد جواب
دراصل کرو یہ ہے کہ برق صاحب اور انکی تحقیق اور تلاش کے لوگ بتا دیں یہ بھی اور اپنی اصلاح
کر لیں - برق صاحب نے لکھا ہے کہ حجاب و ستر اور زینت سے مراد چہرہ نہیں - اور لکھا ہے
اختلاف ہے - بندہ ایک بار برق صاحب سے پوچھتا ہے کہ زینت میں حسن علاوہ بھی
شامل ہے - اور وہ اصلی یا بناوٹی زینت ہے - مگر جو اپنے چہرے کے بعد قرار دیا ہے! اللہ تعالیٰ
نے فرق نہیں کر دیا حجاب و ستر اور زینت کے مقامات کو - محرموں سے چھپے گی - مگر وہ جو خود بخود
ظاہر ہو جائے یعنی نہ چھپ سکے - آپ دیکھیں کہ کسی مرد یا عورت کے جسم کے متعلق کسی
حصہ جسم سے زیادہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے - چہرہ کی ایک ایسا مقام ہے جو تمام زینت
اور حجاب و ستر کا مرکز ہے - جس سے خوبصورتی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے - ورنہ ایک عورت
کو نقاب پہنا دیجئے - اور برق صاحب کو کہئے کہ اسکے حسن کا اندازہ لگائیں - زیادہ سے
زیادہ اس کا قد - اسکے جسم کی بناوٹ - اس کا دبلا یا فربہ ہونا - یا اس کی رنگت کا
اندازہ لگا لیا جائے گا مگر آنکھوں - ناک - لب - رخسار - پیشانی - و دانت وغیرہ کے متعلق
کوئی اندازہ نہیں ہو سکے گا ۔

چہرہ چھپانے کی تاکید ہے - خود بخود ظاہر ہونے والی چیزیں نہیں - اگر ایسا ہوتا تو پیشانی بھی نہ
چھپتی - کیونکہ برق صاحب کو یہ تسلیم ہے - تو پھر چہرہ چھپ سکتا ہے - اگر تمام وجود
بقول برق صاحب بڑی چادر اس طرح اوڑھ لیا جائے کہ تمام بدن چھپ جائے اور

چہرہ ننگا رہے۔ تو بھی نامحرم پر پتا چلتا ہے کہ شکار نا پردہ ہوا ہے۔ اگر چادر کو جسم کے قریب لایا جائے تو چہرہ بھی جسم کا ایک حصہ ہے۔ سر سے چادر کو کھینچ کر چہرے کے قریب لا دیجئے۔ گھونگٹ خود بخود نکل آئے گا۔ برق صاحب اس پر عمل کر کے دیکھ سکتے ہیں۔ آپ نے بہت سے ممالک کا حوالہ دیکر یہ ثابت کرنے کی سعی لا حاصل کی ہے کہ چونکہ وہاں پر عورتیں بے نقاب ہیں۔ اسلئے پاکستان میں بھی بے نقاب ہونی چاہیئں۔ بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است۔

اچھا آپ کو کس مسخرے نے کہا ہے کہ گناہ کرنے میں دوسروں کی تقلید کرو۔ قرآن پاک میں اگر ایک چیز گناہ ہے تو وہ گناہ ہی رہے گی۔ خواہ اس کا سو فیصدی لوگ ارتکاب کریں۔ قرآن پاک میں نماز پڑھنا فرض ہے۔ اگر ۹۹ فیصدی لوگ نماز نہ پڑھیں تو کیا نماز پڑھنا فرض نہ رہے گی؟ زنا۔ چوری گناہ کبیرہ ہیں۔ اگر مسلمانوں کی اکثریت ان گناہوں کا ارتکاب کرے۔ تو کیا قرآن پاک کی تعلیم میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ کیا زنا اور چوری گناہ نہیں رہیں گے؟

جن ممالک کا برق صاحب نے حوالہ دیا ہے۔ کیا ان ممالک کے اخلاق اور زندگیاں قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق ہیں۔ کیا وہ اسلامی قیود کے پابند ہیں؟ کیا ان ممالک میں خالص قرآنی قوانین کا نفاذ ہے۔ ترکی میں سوئیٹزرلینڈ کا قانون نافذ ہے۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ بے حیائی۔ بے غیرتی اور بے حجابی میں کسی کی تقلید کرنا ازروئے قرآن فرض نہیں۔ بلکہ قرآن پاک کی تعلیم پر عمل کر کے دوسروں کے لئے مثال پیش کرنا چاہیئے۔

یہیں برق صاحب کی سادہ لوحی پر ایک لطیفہ یاد آگیا۔ اگست ۱۹۴۷ء کی عالمگیر لوٹ میں ایک ملاں نے خوب ہاتھ رنگے۔ وہ غیر مسلموں کا مال شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے۔ جب آپ سے باز پرس ہوئی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ پولیس لوٹ رہی تھی افسر لوٹ رہے تھے۔ رؤسا لوٹ رہے تھے۔ عوام لوٹ رہے تھے۔ اگر ہم نے لوٹ لیا تو کیا ہوا۔ ملاں کا دماغ درست کرنے کے لئے ایک صاحب نے کہا کہ اگر ۹۰ فیصد لوگ زنا کرتے نظر آئینگے یا چوری کرتے نظر آئینگے۔ تو آپ کا فرض انہیں منع کرنا ہے یا خود زنا یا چوری کرنا شروع کر دوگے۔ یہی حال ہمارے برق صاحب کا ہے۔ کہ

ابھی ترکی، فلسطین، تیونس، شام، لبنان، عراق، ایران وغیرہ میں پردہ نہیں ہم کیوں کریں۔ کاش کہ برق صاحب ان ممالک کی اخلاقی حالت پر بھی تائر نظر ڈالتے اور ان سے سبق لیتے۔

برق صاحب کی آخری دلیل کہ تم ان عورتوں سے نکاح کرو جنہیں تم اپنے لئے پسند کرو۔ موجودہ پردے میں انتخاب اور پسند کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ برق صاحب چونکہ مغرب زدہ ہیں اسلئے ان کا خیال ہے کہ بغیر دیکھے عورت کو کیسے پسند کیا جائے۔ عورتوں کو عورتوں کے ذریعے پسند کیا جاتا ہے۔ اگر عورت کی عادات و اطوار کا اندازہ مرد لگائے تو قرآن پاک کی تعلیم کے برعکس ہے کیونکہ ایک نامحرم کے سامنے ہونا گناہ ہے۔ برق صاحب خواہ مخواہ تعصب کا اظہار کر رہے ہیں۔ شادی ہونے سے پہلے عورتیں جا کر لڑکی کو پسند کرتی ہیں۔ لڑکا ان کی معرفت اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے لڑکی والے لڑکے کو دیکھ لیتے ہیں۔ اس طرح شادی ہو جاتی ہے۔ برق صاحب کو اگر بیسیوں مثالیں یاد ہیں کہ انتخاب، مغرب کا طریقہ ہے تو ہو سکتا ہے مگر ہم بھی ہزاروں مثالیں یاد دلا سکتے ہیں کہ لڑکی اور لڑکے نے اپنی مرضی سے شادی کی۔ اور ایک دوسرے کو پسند کر لیا۔ مگر چند دن بعد ان میں ناچاقی ہو گئی۔ اور طلاق تک کی نوبت پہنچی۔ شاید علامہ مرحوم نے برق صاحب ہی کے متعلق فرمایا ہے

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہو گئے
وعظ میں فرما دیا کل آپ نے یہ صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہو گئے

ہمیں برق صاحب سے اتفاق نہیں کہ آج کے سامنے موسم نہیں تو پھر بھی لڑکوں اور لڑکیوں کو اکٹھی تعلیم دینا قرآن پاک کی تعلیم کے برعکس عمل پیرا ہونا ہے۔ انگریزوں کے سامنے انہیں سبق کانا کہاں کا ثواب ہے۔ جس پر برق صاحب نازاں ہیں۔ عہد حاضرہ کے متعلق علامہ مرحوم فرماتے ہیں

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مرد ہوشمند
غیرت نہ تجھ میں ہوگی نہ زن اوٹ چاہے گی
آتا ہے اب وہ دور کہ اولاد کے عوض
کونسل کی ممبری کے لئے ووٹ چاہے گی

چند واقعات

ایک دفعہ حضرت اُم سلمہؓ کسی اندھے صحابی کے سامنے آ گئیں۔ رسول پاکؐ نے منع فرمایا انہوں نے کہا وہ اندھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پردہ تم پر فرض ہے تمہیں تو دکھائی دیتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ رسول اکرمؐ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے حضرت عمرؓ کو شامل ہونے کے لئے کہا۔ آپ بیٹھ گئے۔ آپ کی انگلی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی انگلی سے چھو گئی۔ تو رسول پاکؐ کو ناگوار گذرا۔

جنگِ جمل میں حضرت عائشہؓ کا اونٹ گرا۔ تو ان کے بھائی حضرت محمد بن ابوبکرؓ نے بڑھ کر ان کو تھام لیا۔ آپ نے فرمایا کہ جل جائے وہ ہاتھ جس نے مجھے رسولؐ کے سوا چھوا ہے۔ تو حضرت محمد بن ابوبکرؓ نے فرمایا۔ کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔ اگر عائشہ صدیقہ پردہ میں نہ ہوتیں تو یقیناً بھائی کو پہچان لیتیں۔

حضرت خواجہ حسن بصری صاحب کے پاس ایک عورت آئی۔ جس کا خاوند اسے چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمہارا چہرہ اور تمہارے بازو ننگے ہو رہے ہیں۔ انہیں چھپاؤ۔ اس عورت نے کہا کہ جس مخلوق کی محبت میں اس قدر دیوانی ہو رہی ہوں۔ کہ اپنا چہرہ اور بازو چھپانے کی ہوش نہیں۔ مگر آپ نے خالق کی محبت کے دعویٰ کے باوجود میرا چہرہ اور بازو دیکھ لئے۔ اس سے بھی عورت کا چہرہ اور بازو چھپانا ثابت ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو ناقص العقل کہا ہے۔ اور مرد کو اس پر فضیلت دی۔ اس لئے برق صاحب کو چاہئے کہ عورت اور مرد کو مساوی نہ کریں۔ مرد مرد ہے اور عورت عورت۔ حضرت نوحؑ کی بیوی اور حضرت لوطؑ کی بیوی اگرچہ پیغمبروں کی بیویاں تھیں۔ انہوں نے مشرکوں کا ساتھ دیا۔ حضرت حوا نے حضرت آدمؑ کو گندم کا دانہ کھانے کے لئے آمادہ کیا۔

برق صاحب کو چاہئے کہ آریوں کا سا طریقہ استدلال اختیار نہ کریں۔ کیونکہ اگر آیات کا ترجمہ کرنے لگے تو معاملہ واضح ہو جاتا۔ آپ نے جو واقعہ رام اور لچھمن کا لکھا ہے ہمیں اس کا اتفاق نہیں۔ اگر برق صاحب کی نظر سے کوئی تاریخ لنکا کی گذری ہو جس میں سیتا کا اغوا کر کے لیجانا اور راون کا شکست پانا درج ہو۔ تو براہ کرم اس کا حوالہ دیں۔ نیز

طرح ہندوستان میں مختلف جلد ہا ور گئے ہیں۔ اسی طرح لنکا کی تاریخ میں بھی ایسا اہم واقعہ درج ہونا چاہئے۔ یہ تو ایک کہانی ہے جو خیالی نے بنا رکھی ہے ورنہ کہاں لنکا اور کہاں ہنومان کا دم سے لنکا کو جلا دینا۔ اور پہاڑ اٹھا کر لے آنا۔ اس کی اصلیت گورکھ دھندے سے زیادہ نہیں ہے۔ ہندوؤں نے ہنسنے کو ایک بنا لی۔ کہ اگر کسی کی بیوی اغوا ہو جائے۔ اور پھر واپس مل جائے تو خوشی کرنا چاہئے۔ اور اسکا اظہار دیپ مالا ہونا چاہئے۔ اگر اس واقعہ کو صحیح مان لیا جائے۔ تو اس سے پتا چلتا ہے کہ سیتا لچھمن سے پردہ کرتی تھیں۔ جبھی وہ اس کے پاؤں سے اوپر کبھی نہیں دیکھ سکے۔ سیتا لچھمن کی یہ احتیاط تھی جو کہتی ہے کہ سیتا کی بھی کوئی بیٹی نہ ہو۔ جیسے لچھمن نے کبھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا ہو۔ ایک وارث [illegible] اس کے پیچھے لیے اٹھائے پھرتی ہیں۔ غیر ممالک میں تو ہندو [illegible] کہ آزاد ان کی [illegible] سے زیادہ تیار ہو چکی ہیں اور ساتھ ہی مسکراہٹوں کی قیمت لاکھوں [illegible] دوسری طرف [illegible] بزرگ ان کا اتحاد [illegible] اور وہ بھی قرآن پاک کی آیات کو اصل معنی کریں جس طرح کہ آپ جانتے ہیں کہ قرآن میں ہمارے نزدیک [illegible] حصہ دوسرا [illegible] جس دن [illegible] کا مکمل علم نہ ہو اس [illegible] سے باز رہئے۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

گذارش مؤلف بخدمت خواتین

محترمہ! السلام علیکم۔ اس میں شک نہیں کہ آزادی نسواں کے مقابلہ میں قید حجاب ایک نہ ناگوار طرز ہے لیکن یہ بھی درست ہے کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے دل میں جو احترام اسلامی تعلیم کا ہے وہ بجھ کر کم ہو گیا ہے۔ آپ نے آیات قرآنی و احادیث حبیب ربانی کا مطالعہ فرمایا ہے مرحوم اقبال کے چند ابیات و حیات آپ پڑھ چکی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اسکا جو نتیجہ ہوا وہ ہوا۔ لیکن اب آپ کی زندگی کا دور اس غلامی کے دور سے آزاد ہو چکا ہے۔ جو کچھ مغربی تہذیب کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اب آپ کا مقام نہیں رہا۔ بلکہ آزاد ہیں

لہٰذا قرونِ آبادی کی زندگی کے لئے آپ کو صحابہ کرام کی ازواجِ مطہرات کے اخلاق و عادات و اطوار دیکھنے لازمی ہیں۔"

خلاصۃ المرام

بیگم صاحبہ! آپ نے دیکھا کہ امہات المومنین اتباعِ حکم کی وجہ سے خیر القرون کے متقیوں بلکہ درحقیقت اپنے قرآنی بچوں سے بھی پردہ کرتی تھیں۔ حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے زنانہ میت کے جنازہ کو گہوارہ تجویز فرمایا۔ جو آج تک تمام اسلامی دنیا میں رائج ہے جس سے عورت کا قد و قامت بعد موت بھی نہ دیکھا جا سکے۔ افسوس کہ آج انکے برعکس حیا سوز تہذیب چلی کہ غیر مردوں سے تقلید میں ملاقاتیں بھی جائز ہو گئیں۔ اللہ آزادی کی یلغار میں عہد توبہ کی طرح [illegible] کی خواتین نے بے پردہ کھول کر گل کھلانے شروع کر دیئے۔ اور اس آزاد روش کے قائل تقلیدیوں نے چہرہ جیسے [illegible] سب کو جائز قرار دے دیئے۔ اور کہا کہ اس سے نہ مردوں میں حرکتِ شہوانی آتی ہے نہ عورتوں میں۔

شعراء کا میدانِ کلام اور حسن پرستی کا انتظام اور عشاق کے لئے وبالِ جان انہی کا چہرہ گفتہ بتا رہا ہے۔ اشعار کی بندشوں میں غنچہ دہن، آہو چشم، شمشیر ابرو، آتشیں رخسار، گلبدن، شیریں گفتار، خال نکیلی، پتلی لب، سیمیں غبغب۔ ابرو پیوستہ فراخ پیشانی وغیرہ وغیرہ یہ سب اسی چہرہ کے طول و عرض کی آبادیوں کے نقش ہیں۔ اور یہی غارتِ ایمان۔ جان اور خانمان سب کچھ برباد کر ڈالا ہے۔

مجھے اس حدیث الانسان [illegible] الاطلام پر تعجب ہے۔ جو [illegible] کے چہرہ [illegible] نہیں جانتے۔ اگر اس نے غور سے دیکھا جائے۔ تو دنیا سے جسم کے زیادہ دنیا میں اگر کوئی شہر جو دلی البلاد کہلا سکتا ہے۔ تو وہ صرف اور صرف چہرہ ہے اور اسی کی آرائش کے لئے جسمانی نظام آرائش ہیں۔ تمام آبادی جسم کے لئے اتنی نہیں۔ ہاتھ پاؤں کی زینت مہندی۔ پاؤں چھلا۔ چوڑی کی چھنکن [illegible] سینے کی زینت [illegible] گلوبند و چمپا کلی [illegible]۔ مگر وہ جس کے واسطے غازہ چہرہ کی زیبائش کے لئے [illegible]۔ سرمہ۔ لونگ۔ ٹیکا۔ نتھ۔ صابن۔ پوڈر۔ سرخی۔ ستارہ۔ [illegible]۔ جھومر [illegible]۔ نقاب [illegible] جھومر [illegible] یہ سب صرف ایک چہرہ کی آبادی تزئین کرنے کو

رکھے گئے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر چہرہ کھل گیا تو تحفظ فروج اور تحفظ عین قو و عفت کی تکمیل ہرگز نہ ہوگی ۔ اسی چہرہ سے تحفظ فروج وابستہ ہے ۔

پھر تحفظ نسل کا مسئلہ ۔ یہ بھی اسی پردہ پر موقوف ہے ۔ بلکہ یہ صرف انسان ہی میں بلکہ جانوروں میں بھی پردہ بغیر ناممکن ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اصیل مرغ ۔ اصیل گھوڑا وغیرہ اگر غیر اصیل سے مل جائے ۔ تو نسل دوغلی ہو جاتی ہے ۔ جو اس امر کے احتیاط کرنے والے ہیں وہ اپنے اصیل جانور مرغ وغیرہ کے اڈے باہر نہیں جانے دیتے ۔ عربی اور کاٹھیاواڑی گھوڑے مسلم خچر والے اور گدھوں کی مانند آوارہ نہیں پھرائے جاتے ۔

مختصر یہ کہ اپنی خواتین کو مطلق العنان سمجھ لینا انتہائی حماقت ہے اور خدا اور رسول کی مرضی کے صریحاً خلاف ہے ۔ پھر جو چیز انسان کو مرغوب و محبوب ہوتی ہے اُسے ہمیشہ محفوظ و مقفل رکھا جاتا ہے ۔ پھر خواتین جیسی مرغوب و محبوب چیز جس پر آپ جان و مال نثار کرتے ہیں ۔ اسے شتر بے مہار کی طرح محفوظ و غیر محفوظ جا بجا چھوڑ دینا آنے جانے ۔ ملنے کی آزادی دے دینا کہاں تک انصاف ہے تو کیا ہے سے نا

نئے طریقوں سے مقصدِ شریعت کا زیاں ہو سکے گا

اُدھر جو بے پردہ ہو سکے گا اِدھر بھی عفت نہ ہو سکے گا

یا معاملہ ختم ہو گا ۔ اس کا علاج صرف یہی ہے کہ تو ہو سکتا ۔ اکبر مرحوم نے اسی طرف آواز دی پہچانا ہے بقول اکبر ؎

غریب اکبر نے بحث پردہ کی کی بہت کچھ مگر ہوا کیا

نقاب اُلٹ ہی دی اُس نے کہہ کر کہ کر لے گا کیا موا گیا

خدا کے فضل سے بیوی میاں دونوں مہذب ہیں

حجاب اُس کو نہیں آتا انہیں غصہ نہیں آتا

چشمِ خرد سے عارضِ حسن جہاں پسند کو

عقل نے آنکھ بند کی اُس نے حجاب اُٹھا دیا

میدانِ جنگ میں اگر حضرت صفیہ ایک یہودی کو خیمہ کی چوب سے واصلِ جہنم کر دیتی ہیں ۔ تو ایسے موقعہ پر آپ بھی پیش پیش رہنے کی سعی کریں ۔ زخمیوں کی مرہم پٹی میں اگر خواتینِ اسلام نے حصہ لیا تو آپ بھی اس وقت ایسا کرنے کے لئے تیار رہیں

مگر غیرت مجروح ہیں بے جا پن کے جذبہ میں چیخ سے آراکیا تھی اسلامی کی حدود سے باہر کرنا نا پسندیدہ
ہم نے اس رسالہ میں جو کچھ جواب گرتے ہوئے ایک خاتون کو دیئے ہیں وہ مخلصانہ طور پر دیئے
ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ بھی مخلصانہ طور پر اس پر عمل کے لئے کمربستہ ہونگی۔ اور بے پردگی کا
خطرہ مدنظر رکھ کر اس سے اجتناب کریں گی۔ اکبر الٰہ آبادی کہتے ہیں

کیا گذری کی جو اک پردے کے حدود سے باہر ہو سکتے تھے
عزت بھی گئی۔ دولت بھی گئی بابا بھی گئی۔ زیور بھی گیا

عورت اور زینت

اصل میں یہ الفاظ عربی ہیں دو لفظ ہیں۔ ان کی بابت تحقیق لغوی پیش کی جاتی ہے

منتہی الارب ۔ عورت بالفتح ندامت شرم و دوم رخنہ میان السرۃ الی الرکبۃ و ہر چہ از
دیدن آن شرم آید۔ یعنی عورت زبان عربی میں انسان کے اس حصہ بدن کو کہتے ہیں۔
جسکے دیکھنے سے شرم لاحق ہو اور انکا بے پردہ کرنا اور دیکھنا دکھانا موجب خفت و ندامت ہو

مفردات امام راغب ۔ العورۃ سوءۃ الانسان وذالک کنایۃ واصلہا من العار
وذالک لما یلحق فی ظہورہ من العار ای المذمۃ ولذالک سمی النساء عورۃ۔ یعنی عورت
انسان کی شرمگاہ کو کہا جاتا ہے۔ اور یہ مشتق ہے عار سے اس لئے کہ اسکے ظاہر کرنے سے
انسان کو شرم لاحق ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے عربی میں عورت کا نام عورت رکھا گیا۔ اور بار بار
آزادی کے بھی ہیں۔ مغرب زدہ افراد مرد عورت کو ننگا کرکے نہیں نکلتے۔
عورت بے پردہ کرنا ... لاحق ہوتی ہے۔ ... پیدا
ہوتی ہے لیکن ... عورت کا مفہوم
قریب قریب تمام کتب لغت میں یہی ہے

تحقیق لفظ زینت

زینت لغت میں اسباب آرائش۔ زیور اور لباس کو کہتے ہیں۔ مفردات میں علامہ راغب اصفہانی نے
اسے تین قسم میں منقسم فرمایا۔ زینت نفسیہ۔ زینت بدنیہ۔ زینت خارجیہ۔

زینت نفسیہ کے لئے حسن علم و حسن اعتقاد کی ضرورت ہے۔

زینت بدنیہ کے لئے حسن و کمال خط و خال و قوت و قد و قامت کی ضرورت ہے

زینت خارجیہ کے لئے مال و جاہ کی احتیاج ہے۔

وصل عبارت مفردات - الزینۃ بالقول المجمل ثلاث زینۃ نفسیۃ کالعلم والاخلاق الحسنۃ وزینۃ بدنیۃ کالقوۃ وطول القامۃ وزینۃ خارجیۃ کالمال والجاہ

قرآن کریم میں ولا یبدین زینتھن جو وارد ہوا ہے - یہ عورتوں کے لئے ہے - اور باختلاف نسبۃ اور بھی جا بجا آیا ہے - جیسے خذوا زینتکم عند کل مسجد یا وغیرہ وغیرہ لیکن عورتوں کی زینت کے متعلق حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ فرماتے ہیں :-

الزینۃ زینتان زینۃ ظاہرۃ وباطنۃ لا یراھا الا الزوج فاما الزینۃ فالثیاب واما الزینۃ الباطنۃ فالکحل والسوار والخاتم یعنی زینت دو قسم کی ہے ایک ظاہری دوسری باطنی - کہ سوائے خاوند یا محرم کے کوئی نہ دیکھ سکے - ظاہری لباس ہے اور زیور باطنی وہ سرمہ - زیور اور انگوٹھی ہے - واللہ اعلم بالصواب ؛

اس بحث پر خاص بحث ضروری ہے کہ سرمہ زینت میں ہے - اور اس کا ظاہر کرنا منع ہے - تو یہ چہرے پر ہے یا پاؤں کے نیچے ہیں ؛

فقیر قادری ابوالحسنات لاہور

گذارش!

ناظرین کرام! یہ سلسلہ بغرض تبلیغ مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان نے پیش کیا ہے - اگر یہ خدمت دینی آپ کو پسند ہے - تو ان رسائل کی طباعت واشاعت میں مخلصانہ حصہ لیجئے - یہ رسالہ بیس روپیہ سینکڑہ آپ کی خدمت میں پیش ہوگا - اس کے علاوہ فضائل رمضان ۱۰ روپے سینکڑہ - اربعین اصلاح المؤمنین ۱۰ روپے سینکڑہ

اربعین فی الطب والرقی النبی الامین	۱۰/ روپے سینکڑہ
اربعین فی معجزات سید المرسلین	۱۶/ " "
اربعین فی خصائص خلفائے راشدین	۱۴/ " "
الجبا وبآیات رب العباد	۱۰/ " "
الجبا وباحادیث مالک العباد	۱۰/ " "

تمام کتابیں ملنے کا پتہ

دفتر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان لاہور